OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
https://aisbbu.com/

دعوتِ دین کا نبوی منہج اور عصر حاضر میں اس کی حکمت عملی (ایک تحقیقی جائزہ)

The prophetic style of Da'wah and its Strategies in contemporary times (A research review)

Dr. Badshah Rehman
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Malakand.
Email: badshahrehman@uom.edu.pk

Safia
Lecturer in Islamic Studies, GGGDC Adenzai, Dir lower
Email: 109safia@gmail.com

Nahida Bibi
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Unversity of Malakand
Email: nahidabibi.aziz@gmail.com

Abstract

Da'wah is an important part of Islam and one of the duties of the Muslim Ummah. The special purpose of sending the Prophets (peace be upon them) to the world was to convey the divine message and invite to religion. And every Prophet and Messenger performed this duty in a good way and adopted different ways of calling and methods and used the means available at that time. Since Prophet Muhammad (peace be upon him) is the last of the Prophets, now this duty has been entrusted to the Muslim Ummah to continue the work of Da'wah, so as a Da'ee(Convoker), he should show the people the way to welfare by using the principle of Da'wah and good strategy- Nowadays, there are various movements to turn people away from the religion of Islam, and in this regard, they are busy trying to mislead people by using modern resources. To continue the invitation to Islam through the same modern resources by taking the principles of Islam, so that the false and negative concept against Islam spread by non-Muslims in the world can be eradicated and people can get acquainted with the reality of Islam.

***Key words:** Da'wah, Islam, Ummah, Prophet Muhammad (peace be upon him), Da'ee, Modern resources.*

دعوت دین اسلام کا ایک اہم شعبہ ہے اور امتِ مسلمہ کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری ہے، یہ فریضہ انبیاء ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے دنیا میں بھیجنے کا خصوصی مقصد پیغامِ ربانی کا ابلاغ اور دعوت دین تھا۔ اور ہر نبی و رسل نے یہ فریضہ بطریق احسن سرانجام دیا اور کے لیے مختلف طریق دعوت اور اسالیب اختیار کیے اور اس وقت موجود ذرائع کا استعمال کیا۔ یہ تسلسل ابوالبشر آدم سے شروع ہو کر خاتم النبیین محمد بن عبد اللہ ﷺ پر اختتام پذیر ہوا اب چونکہ کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ خاتم النبین ہیں اس لیے اب یہ فریضہ امتِ مسلمہ کو سونپ دیا گیا ہے کہ وہ دعوت دین کا کام جاری رکھے۔ تو بحیثیت داعی وہ دعوت کے اصول اور عمدہ حکمت عملی سے کام لے کر لوگوں کو فلاح کا راستہ دکھائے۔ ادیانِ سماویہ میں صرف عیسائیت اور اسلام ایسے مذاہب ہیں جن کی تبلیغ کی جاتی ہے اور لوگوں کو اس طرف دعوت دی جاتی ہے۔ اس لیے ان دو مذاہب کے پیروکاروں کی تعداد بھی باقی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ لیکن حقیقی مذہب اسلام زیادہ حقدار ہے کہ اس کو تمام امت دعوت تک پہنچایا جا سکے، کیونکہ دینِ عیسائیت صرف بنواسرائیل کے لیے تھا جو وقتِ نزول تا قوت نسخ برحق تھا جو یقینا ایک معین اور محدود مدت

CC BY

کے لئے تھا، جبکہ دینِ اسلام پورے نوعِ انسانی کا دین ہے اور تاابد ہے۔ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ عیسائیت خود کو بنی نوع انسان کا دین کہتی ہے، اور تاقیامت اس کو برحق سمجھتی ہے اور اس مذہب منسوخہ کے لاکھوں مشنری اور ہزاروں ادارے پورے عالم میں میں مختلف مذاہب کے لوگوں کو تبلیغ کر کے دینِ مسیحیتکی طرف آنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں آج کل زور و شور سے دین اسلام سے برگشتہ کرنے کی مختلف تحاریک سرگرم عمل ہیں اور اس سلسلے میں جدید وسائل کا سہارا لے کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی سرتوڑ کوششوں میں مصروف ہیں۔ آج کے دور کا تقاضا ہے کہ مسلمان بھی قرآن و سنت سے ماخوذ دعوت کے اصولوں کو لے کر انہی جدید وسائل کے زریعے دعوت اسلام جاری رکھے کہ دنیا میں اسلام کے خلاف جو جھوٹا معاندانہ تصور غیر مسلموں نے پھیلا رکھا ہے اس کا قلع قمع کیا جاسکے اور لوگ حقیقت اسلام سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

شرعی طور پر دعوت بذات خود ایک بہت بڑا دینی تقاضہ ہے جو تمام مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ دار رہ ہونے کی وجہ سے فرضِ کفایہ ہے اور ہم سب مسلمانوں پر بقدر طاقت وسعت فرض ہے۔ اور عصر حاضر تو اور بھی اہمیت اختیار کر گئی ہے کیونکہ ہر طرف سے اسلام پر نت نئے حملے ہو رہے ہیں ان کے محبوب کتاب قرآن اور محبوب شخصیت حضرت محمد ﷺ کے متعلق شکوک و شبہات پھیلائے جا رہے ہے[1] تاکہ مسلمانوں کے اذہان میں ان کی عقیدت کو کم یا ختم کیا اور جو غیر مسلم ہیں وہ کبھی اس طرف مائل نہ ہو سکیں۔ لہذا ان حالات میں دعوت اسلام کی اشاعت و صداقت کو پھیلانے کے لیے ضروری ہے کہ دعوت دین کے نئے اسالیب و حکمت عملی سے واقفیت حاصل کی جائے تب دعوت دین کے طریق پر عبور حاصل کرنے کے لیے ناگزیر ہے کہ ہم ارکان دعوت سے واقفیت حاصل کر لیں تاکہ دین حق کی دوعوت کماحقہ جاری رکھ سکیں۔

عمومی طور پر دعوت کے چار ارکان ہیں: ۱۔ دعوت، ۲۔ داعی، ۳۔ مدعو، ۴۔ وسائل دعوت

نفس دعوت کسی چیز کی طرف بلانا، دوسرا داعی، داعی کا کردار، صفات، اور دعوت کے تقاضے، مدعو کس کو دعوت دے رہا ہے کون لوگ ہیں اور کس طبقے سے تعلق ہے۔ چوتھا وسائل کہ دعوت میں کون کون سے وسائل کا استعمال کرنا ہوگا۔ اس مضمون میں پہلے دعوت کا مفہوم، قرآن و سنت سے ماخوذ دعوت کے اصول و اسالیب اور داعی کی خصوصیات کا جائزہ لیا جائے گا، پھر جدید وسائل کے زریعے دعوت دین کے حکمت عملی کا جائزہ لیا جائے گا۔ سب سے پہلے دعوت کا مفہوم پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ دعوت کا مفہوم:

دعوت "دعوة" عربی زبان کا لفظ ہے جس کی بناء (دع و) سے ہے (دعویٰ، دعا اور دعوت) یہ ہم معنی الفاظ ہیں، اس کے لغوی معانی ہیں: آواز دینا، بلانا۔

اصطلاحی تعریف: اہل شرع کے اصطلاح میں "دعوت" کا مطلب لوگوں کو دینِ الہی کی طرف بلانا اور آمادہ کرنا ہے۔

ابن منظور کے نزدیک :

: کسی حسن و خوبی یعنی نیکی بالخصوص شرعی امور کو دوسرے لوگوں تک پہنچایا جائے اور انھیں تسلیم کرنے کرنی پر آمادہ کیا جائے (1)۔ امام رازی کے مطابق :

خیر و بھلائی کی طرف دعوت دینا ایک جنس ہے اس کی دو نوع ہیں ایک یہ کہ کسی ایسے امر پر آمدہ کرنا جسے ادا کرنا ضروری ہے جیسے امر بالمعروف دوسرے ایسے امر کے ترک کی ترغیب دینا جسے چھوڑنا ضروری ہو جیسے برائیوں سے روکنے کی دعوت (2)۔

قرآن میں ہے:

۱۔ حال ہی میں انہی اسلام مخالف تنظیموں کا شکار ہونے والے دیر لوئر میں ایک کٹر مسلم گھرانے کے ایک فرد کو سزائے موت و دیگر بھاری جرمانے کی سزا سنائی گئی ہے۔ جس نے سوشل میڈیا پر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف توہین آمیز مواد شئیر کیے تھے۔ آج نیوز پیپر، دسمبر ۲۰۲۲

"قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي"(3)"

آپ کہہ دیجئے یہی میرا راستہ ہے میں اور میرے فالور زپورے دلی یقین اور اطمینان کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتے ہیں"۔

دین کی طرف دعوت کا کام ایک طرف تو نہایت اہمیت اور فضیلت رکھتا ہے تو دوسرے طرف اس کی نزاکت اور مشقت والا ہونا بھی ایک امتحان ہے، کیوں کہ تبلیغ دین اور اس کی اشاعت کا منہج صحیح اور سیدھا ہو تو اس کے فوائد کثیر الوسعت، بھرپور اور ہر طرفہ ہوتے ہیں اسی طرح اگر منہج دعوت غلط اور درست نہ ہو تو اس کے ضرر بھی زیادہ اور خطرناک ہوتے ہیں۔

دعوت کے اصول واسالیب قرآن وسنت کی روشنی میں:

قرآن مجید وہ دائمی اور ابدی ضابطہ حیات ہے جس کے اصول ہمہ گیر اور ہمہ جہت ہیں۔ وہ حیاتِ انسانی کے جملہ مسائل ومشکلات کے لیے ہدایت ورشد کا منبع ہے اس کا اپنا مخصوص منہج بیان ہے جس کا بنیادی مقصد قلوب کی تسخیر کے بعد انکو صراط مستقیم پر چلانا ہے۔ قرآن نے بتایا کہ دعوت فریضہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہے۔ اللہ نے اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو بطور خاص تبلیغ کرنے کا حکم دیا: يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بلغ ما انزل الیک من رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تفعل فما بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّه يعصمک من النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ(۴)۔ ترجمہ: اے پیغمبر! آپ تبلیغ کیجیے اس اس امر کی جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر پر نازل کیا گیا ہے۔ اگر آپ نے اس طرح نہ کیا تو آپ اللہ کی دی ہوئی رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تعالہ آپ کو ان لوگوں سے بچالے گا بے شک اللہ تعالیٰ منکر قوم کو ہدایت نہیں دیتا"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کے بعد امت مسلمہ کو ہدایت دی کہ:

ولتكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وينهون عن المنكر واولئک هم المفلحون "(۵) ترجمہ: آپ میں ایک گروپ ایسا ہونا چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیکیوں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

دعوت اسلام کے متعلق قرآن کا اصول ہے کہ قبول دعوت کے بارے میں جبر واکراہ سے کام نہ لیا جائے بلکہ نرمی وخوش اسلوبی سے دعوت پیش کی جائے۔ قرآن میں ہے کہ اللہ نے حق کا راستہ بالکل واضح کر دیا ہے اور لوگوں کو اس راستے کا اختیار دیا ہے کہ جو چاہیں راستہ اختیار کرلیں اور جو نہ چاہیں ان کی مرضی۔ اس سلسلے میں کوئی جبر نہیں۔ قرآن میں ہے: لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (6) "دین قبول کروانے میں کوئی جبر نہیں ہے ہدایت، گمراہی سے واضح ہو گیا ہے۔"

انسانوں کے اذہان وقلوب کو مسخر کرنا اور اسے نئی بات قبول کرنے کے لیے تیار کرنا انتہائی مشکل اور مساعی طلب کام ہے جس میں عقل ودانس کے ساتھ ساتھ مخاطبین کی حالات سے واقف ہونا لازمی ہے تاکہ اس نئی بات اور فکر کو تسلیم کرنے یا اس پر غور وفکر کے لیے اسے ذہنی وعقلی طور پر تیا کیا جاسکے۔ لہذا قرآن نے بھی دعوتی طریقہ کار پر روشنی ڈالتے ہوئے دعوت کے ۳ اساسی اسالیب بیان فرمائے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"أدع إلى سبيل ربک بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي أحسن "(7) آپ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ بلائیے، اور ان سے اچھے طریقہ سے بحث کیجئے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالی نے دعوتی واصلاحی موضوع پر گفتگو کرتے وقت تین آداب کی رعایت کرنے کا حکم دیا ہے: حکمت، موعظت حسنہ اور مجادلہ احسن۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسر علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ: اصول دعوت تو دو ہی چیزیں ہیں: حکمت اور موعظت، تیسری چیز مجادلہ اصول دعوت میں داخل نہیں ہے، ہاں دعوت کے موقع پر اس کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔(8)۔

قرآن کے ان تینوں مناہج اور طریقے کے حوالے سے مسلم ماہرینِ علمِ کلام لکھتے ہیں کہ:

"دعوت الی الاسلام کے یہ تین طریقے وہی ہیں جو عقلی استدلال میں عام طور پر کام میں لائے جاتے ہیں یعنی ایک تو برہانیات ہیں جن میں مسلم اور متفقہ علیہا مقدمات کے ذریعے دعوے (جو کہ نتیجہ ہوتا ہے) کے ثبوت پر دلیلیں لائے جاتے ہیں۔ دوسرے خطابیات ہیں جن میں پُر اثر اور خوشنما اقوال اور مقولات سے دعوے کو ثابت کیا جاتا ہے۔ تیسرے مناظرات ومباحثات ہیں جن میں تسلیم یا اثبات کے بجائے عام طور پر علمی اور الزامی جوابات کے ذریعے اپنے دعوے کو مضبوط

بنانے یا برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور دوسرے کو اس کا قائل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ قرآن پاک نے پہلے منہج کو حکمت، دوسرے منہج کو موعظہ حسنہ اور تیسرے کو جِدال سے کا نام دیا ہے اور استدلال کے یہی وہ تین اسالیب ہیں جن سے ایک انسان دوسرے کے سامنے اپنے دعوی کو ثابت کرتا ہے"([9])۔

لہذا قرآن کی رو سے داعی کو حکم دیا گیا کہ دعوت دین میں ان تینوں اسالیب سے کام لے کر یہ مقدس فریضہ جاری رکھے۔ آج کل کے نوجوان نسل کے اذہان میں میں جو شکوک و شبہات پھیلائے جا رہے ہیں انہیں عمدہ حکمت عملی کے ساتھ موثر جوابات دے کر مرتد ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔

سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں دعوت اور اس کی تاریخ:

رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی حدیث سننے کے بعد اسے اوروں تک پہنچانے کی تلقین کی اور ارشاد فرمایا کہ: "بلغو عنی ولو آیۃ---"([10])۔ "میری طرف سے لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی ہو"

دوسرا ارشاد ہے کہ: 'نَضَّرَ اللہ امْرَءً اً سَمِعَ مِنَّا شَيْئاً فَبَلَّغه كَمَا سَمِعَ ،فَرُبَّ مَبَلَّغٍ اَوْعىٰ مِنْ سَامِعٍ' ([11])۔
"اللہ تعالیٰ اس شخص کو ترو تازہ رکھے جس نے ہماری کوئی بات سنی پھر اسے (دوسروں تک) ویسے پہنچایا جیسے اس نے سنا، بہت سے ایسے لوگ جن تک بات پہنچائی جاتی ہے خود سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں"۔

تیسرا ارشاد ہے کہ: حدثو الناس بما یعرفون"([12])۔ ترجمہ: لوگوں سے ان کے فہم کے مطابق گفتگو کرو"۔ یعنی مخاطب کی ذہنی سطح کو مد نظر رکھ کر اسے دعوت دی جائے تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ جائے۔

بحیثیت داعی رسول اللہ ﷺ نے دعوت دین کی راہ میں ہر سختی واذیت کو تحمل و بردباری اور صبر واستقامت سے برداشت کیا۔ انہی کی بدولت آج ہم تک دین اسلام پہنچا ہے اور دنیا کی بڑی اکثریت مسلمان ہیں الحمد اللہ۔

مکی دور میں دعوتی سرگرمیاں:

ہجرت مدینہ سے پہلے مکہ میں چونکہ مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل نہ تھی اس لیے انہیں کھل کر کسی تعلیمی و دعوتی مرکز قائم کرنا ایک مشکل امر تھا جہاں وہ اطمینان کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دیتے۔ چونکہ داعی بذات خود رسول اللہ ﷺ کی ذات تمام مکی مسلمانوں کے لیے مرکز و محور تھی اس لیے جہاں انہیں موقع ملتا وہیں فیض یاب ہونے کی کوشش کرتے اور یہ کام چھپ چھپ کر کرتے کیونکہ علانیہ تعلیم خطرے سے خالی نہ تھا۔ اور انہی مشکل حالات میں یہی تعلیمات یا تلاوت قرآن کسی نہ کسی فرد کا اسلام قبول کرنے کا سبب بنتے۔ اور جو اسلام لانے میں مقدم ہوتے وہ نو مسلموں کو دعوت واشاعت اسلام میں اہم کردار ادا کرتے جن میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، مصعب بن عمیر، خباب بن الارت اور دیگر متقدمین اسلام نے قرآن مجید کی تعلیم و تبلیغ میں حصہ لیا۔ لہذا ایسے مقامات اور حلقہ جات جہاں رسول اللہ ﷺ اور یہی صحابہ کرام دعوت و تبلیغ کا کام کرتے ان کو اشاعت اسلام کے مراکز سے تعبیر کیا جا سکتا ہے جہاں موقع کی مناسبت اور ضرورت کے تحت کسی نہ کسی صورت میں قرآن مجید کی تعلیم و تعلم کا کام کیا جاتا رہا ان مراکز میں مسجد ابی بکرؓ جہاں ابو بکرؓ نماز اور تلاوت قرآن کی ادئیگی کرتے [13] اور اتنی انہماک اور لگن سے کرتے جن کو دیکھ کر کفار مکہ کی عورتیں اور بچے بھی اسلام کی طرف مائل ہوتے۔۔ اس کے علاوہ بیت فاطمہ بنت خطابؓ جہاں ان کو حضرت خباب بن الارت قرآن مجید کی تعلیم دیتے([14]) اسی طرح بیت ارقم بن ارقم جہاں رسول اللہ ﷺ دعوت اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے اور بہت سے لوگوں نے یہیں پر اسلام قبول کر لیا اور قرآن کی تعلیمات سیکھنے کے لیے بھی یہاں پر حاضری دیتے تھے([15])۔

مدینہ میں دعوت اسلام:

نبی کریم ﷺ کا مدینہ ہجرت فرمانے کے فوراً بعد مسجد نبوی کی تعمیر کی گئی اور اس میں ایک باقاعدہ درسگاہ بھی قائم فرمائی، تاکہ مسلمان قرآنی تعلیمات کو سیکھ سکیں اور

یہ کہ تبلیغ کرنے والوں کی ایک ٹرینڈ گروپ یا ٹیم تیار کی جائے۔ یہ درسگاہ صفہ کہلایا۔ اور یہاں سے فراغت پانے والے اصحابِ صفہ کی شکل میں جب یہ ٹیم تیار ہوگئی تو آپ ﷺ نے ان صحابہ کو جو اپنے اچھی تلاوت اور فہم کی وجہ سے "قراء" کہلاتے تھے، (۱۶) مختلف تعلیمی و دعوتی کام کے کے لئے دوسرے قبائل کی طرف بھیج دیا۔ جن میں رجیع اور بئر معونہ کی مہمات قابل ذکر ہیں۔

مہم رجیع میں قبیلہ عضل و قارہ کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے اصحاب صفہ میں سے چند آدمی ب مرثد بن ابی مرثد کی سربراہی میں ان کے ساتھ روانہ کردیا کہ انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔ مگر ان لوگوں نے مسلمانوں سے غداری کرتے ہوئے تمام صحابہ کرامؓ سوائے زید بن دشنہؓ اور خبیب بن عدیؓ کو شہید کردیا اور ان دونوں کے مکہ لے جاکر فروخت کردیا جنہیں مکہ والوں نے شہید کردیا[17]۔ اسی طرح بئر معونہ کے واقعے میں ہوا کہ حضور ﷺ نے قبیلہ نجد کے رئیس عامر بن صعصعہ کی درخواست پر ستر صحابہ کرام جو اصحاب صفہ میں سے تھے روانہ کردیا تاکہ وہاں اسلام کی دعوت دیں[18]۔ مشہور سیرت نگار ابنِ ہشام اور ابن اثیر کی روایات کے مطابق یہ جماعت 40 صحابہ پر مشتمل تھی۔ یہ سب لوگ معونہ کے کنواں پہنچ گئے، جو قبیلہ بنی سلیم کے قریب تھا۔ وہاں حرامؓ بن ملحان کو رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارکہ دے کر اس قبیلے کے رئیس عامر بن طفیل کی پاس روانہ کیا، لیکن اس نے نامہ مبارک پڑھنے سے قبل ہی سفیر کو شہید کردیا اور بنی سلیم کے لوگوں کو لے کر بئر معونہ پہنچا اور وہاں موجود صحابہ کرام کو بھی شہید کردیا[19]۔

مذکورہ بالا دو واقعات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے تعلیمی اور دعوتی مہمات کو سرانجام دینے کی غرض سے ایسی ٹیم کی تیاری کو ضروری سمجھا جو دعوت دین کی راہ میں ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرتے۔ اور جب رجیع و بئر معونہ میں ایسے جان نثار داعیوں کی شہادت واقع ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو انتہائی رنج ہوا۔ اس لیے بعد کے دور رسول اللہ نے احتیاطی تدابیر اختیار کرکے مہمات روانہ فرمائے۔

جب اسلام کی اشاعت پھیل گئی اور قبائل کی اکثریت نے اسلام قبول کرلیا تو اب آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جو لوگ بھی ذاتی طور پر یا اجتماعی طور پر وفد کی صورت میں آپ ﷺ کے پاس آجاتے تو آپ ﷺ ان کو خود سکھاتے اور کبھی کبھی انصار و مہاجرین صحابہ سے ارشاد کرتے کہ ان لوگوں کو قرآن وحدیث کے درس دیں اور جب وہ لوگ اسلام کے اساسیات کا علم حاصل کرلیتے تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام ان اجتماعی آنے والے وفود کو جو عموماً قبائل کے سرداروں پر مشتمل ہوتے تھے، واپس اپنے اپنے علاقوں اور قوم میں جانے کا حکم صادر کرتے اور ان کو حکم ہوتا تھا کہ وہ جو کچھ اسلام کا علم حاصل کرچکے ہیں وہ اس کا اپنی قوم کے دوسرے لوگوں کو بھی تعلیم دیں[20]

۲۔ داعی کی خصوصیات:

شریعت کی رو ہر مسلمان ہی داعی اور مبلغ ہے کہ وہ منکر دیکھے تو اس کو روکنے کی استطاعت بھر کوشش کرے اور اسے نیکی و بھلائی کی دعوت دے۔ تبلیغ و دعوت ہی اس امت کا امتیازی خصوصیت جس کی وجہ سے اس کو "خیر امت" کے لقب سے نوازا گیا[21]۔ دعوتی عمل انفرادی و اجتماعی دونوں طرح ہوتا ہے۔ انفرادی میں داعی اپنے ہر عمل سے دعوت کا کام کرتا ہے اور اکثر ایسے ہی داعی کی بدولت اسلام کی طرف راغب ہو جاتے ہیں اور یا اجتماعی طریقے میں دعوت کا کام زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ اور تب ہوتا ہے کہ اجتماعی دعوت میں شامل تمام افراد میں ایسی خوبیاں ہو کہ اس بابرکت مقصد کے حصول کے لیے شوق اور تڑپ کے ساتھ محنت و صلاحیتوں کا استعمال کرے۔ تب جاکر دعوت کا عمل دیرپا اور پر اثر ہوتا ہے۔ داعی کی شخصیت کا عمل دعوت میں بہت کردار ادا کرتا ہے۔ داعی کی شخصیت جتنی متاثر کن ہوگی دعوت اتنی ہی پُراثر ہوگی۔ داعی کن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے اس کا مختصراً جائزہ لیا جاتا ہے۔

علمی بصیرت کا حامل ہونا:

داعی کے لیے بنیادی شرط ہے کہ وہ جس چیز کی طرف دعوت دے رہا ہے اس کی شرعی حیثیت سے بخوبی واقف ہو۔ داعی کو چاہیے کہ دینی امور میں بصیرت

حاصل کرے ورنہ وہ سیدھے راستے سے بھٹک کر دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کا سبب بنے گا۔ ارشاد باری ہے: "قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي"(22)"۔

آپ کہہ دیجئے یہی میرا راستہ ہے میں اور میرے فالورز پورے دلی یقین اور اطمینان کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتے ہیں"۔ اس لیے قرآن کے مطابق نیکی کے حکم اور برائے سے روکنے کے عمل میں بصیرت حاصل کرنا بنیادی شرط ہے۔

اخلاص و تقوی:

داعی کے لیے تقوی و اخلاص جیسی خوبیوں سے متصف ہونا انتہائی ضروری ہے اس کے بغیر دعوتی عمل کامیاب نہیں ہو سکتا۔ انبیاء کرام بھی ان خوبیوں سے متصف تھے۔ داعی کو اخلاص و تقوی سے کام لیتے ہوئے بغیر کسی دینوی منفعت مخاطبین کی اصلاح کی نیت کرے۔ قرآن میں ہے: " إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ(٢٣): یہ کتاب ہم نے تم پر برحق نازل کی ہے، اس لیے اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ بندگی خالص اس کے لیے ہو"۔ دوسری جگہ ارشاد باری ہے: "فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ"۔(٢٤) لہذا اللہ کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تابعداری خالص اسی کے لئے ہو"۔ خلوص اور تقوی ایسی خوبیاں ہیں کہ اس کی بدولت داعی کا ہر عمل عبادت میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ خوبیاں ان کو ہر دلعزیز بناتی ہیں۔

خلوص اور تقوی کے ساتھ صداقت بھی شرط قرار دیا گیا ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ"(٢٥)۔ اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو"۔

تضاد سے پاک ہونا:

داعی کا قول و عمل تضاد سے پاک ہونا چاہیے یعنی کہ وہ جس شریعت کی طرف دعوت دے وہ اس کے خلاف نہ کرے بلکہ وہ شریعت پر اول خود عمل پیرا ہو پھر اور لوگوں کو اس کی تبلیغ دے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ہر حکم الہی پر اولاً خود عمل کر کے دکھلایا۔

ارشاد باری ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ"(26) اے ایمان والو! آپ وہ بات کیوں کرتے ہو جو خود اس کو کرتے نہیں ہو"۔

۳۔ مدعوین کے مزاج و حالات کو مد نظر رکھنا:

داعی کے لیے ضروری ہے کہ مخاطب کے مزاج، علمی استعداد اور حالات کو مد نظر رکھے کیونکہ ان کا تعین دعوتی عمل میں انتہائی ضروری ہوتا ہے جیسا کہ ہمیں سنت رسول سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم نے مخاطب کی مزاج، علمی استعداد اور حالات کی پیش نظر ایک جیسے نوعیت کے مسائل میں مختلف طرز عمل اختیار کیا جو اس وقت مؤثر ترین تھا۔ رسول اللہ ﷺ مخاطب کی نفسیات جان کر سمجھاتے تھے، جیسا کہ ایک واقعہ سے ثابت ہے جس میں حضور ﷺ نے نہایت کریمانہ انداز میں ایک صحابیؓ کو گناہ سے متنفر کر دیا واقعہ یہ ہے کہ ایک حضرت ابو امامہ رضوان اللہ سے روایت ہے کہ ایک نوخیز جوان سرادار دوجہاں خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول (علیہ الصلاۃ والسلام)! مجھے زنا کرنے کی اجازت دے دیجئے تو صحابہ اس کو ڈانٹنے لگے اور اسے دور کرنے لگے، لیکن نبی کریم ﷺ نے سے فرمایا میرے قریب آجاؤ، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جا کر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تم اپنی والدہ کے حق میں بدکاری کو پسند کروگے؟ اس نے کہا خدا کی قسم! ہر گز نہیں، میری جاں آپ پر فدا ہو، آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی اسے اپنی ماں کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا کیا تم اپنی بیٹی کے حق میں بدکاری کو پسند کروگے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگ بھی اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا کیا تم اپنی بہن کے حق میں بدکاری کو پسند کروگے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ بھی اسے اپنی بہن کے لے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا کیا تم اپنی پھوپھی کے حق میں بدکاری کو پسند کروگے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا "تو دوسرے لوگ بھی یہ کام اپنی پھوپھی کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر سوال کیا کیا تم اپنی خالہ کے لیے زناکاری کو اچھا سمجھتے ہو؟ اس نے کہا کہ واللہ کبھی نہیں، میں آپ پر فدا ہو جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی اسے اپنی خالہ کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے

جسم پر رکھا اور دعاء کی کہ اے اللہ! اس کے گناہ سے در گزر فرما، اس کے دل کو پاک صاف فرما اور اس کی فرج کی حفاظت فرما"، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ نوجوان زندگی میں کبھی کسی کی طرف میلان بھی نہیں کیا(27)۔ رسول اللہ ﷺ کی اس طریق سے رہنمائی لیتے ہوئے داعی کو چاہیے کہ عصر جدید کے مدعوین کے مزاج، حالات سے واقفیت حاصل کر کے ان کو اسی انداز میں دعوت دیں جو انہیں متاثر کر سکیں اور دین اسلام کی حقیقت مانے بغیر کوئی چارہ نہ رہے۔

حسن خلق:

داعی کے لیے حسن خلق آراستہ ہونا نہایت ضروری ہے کہ وہ صبر و تحمل، عفو در گزر، نرم دلی، توکل، تواضع وانکساری اور خوش گفتاری جیسے خوبیوں کا حامل ہو، اور وہ خلوت و جلوت میں شریعت کا پابند ہو، صدق و امانت، جود و سخاوت کا پیکر ہو کیونکہ یہ ایسی خوبیاں ہیں جو داعی کی شخصیت کو منفرد اور مثالی بناتی ہے۔ حضور ﷺ ایسی تمام خوبیوں سے متصف تھے جس کا مختلف واقعات سیرت سے پتہ چلتا ہے۔ جبھی آپ ﷺ اتنی کم مدت میں ایک عظیم انقلاب لانے میں کامیاب ہو سکے۔

اور **عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق وہ جدید ذرائع ابلاغ کی ٹیکنالوجی اور وسائل دعوت کے استعمال کا فن بخوبی جانتا ہو۔** تاکہ ان کو بروئے کار لا کر دعوت کو تیزی اور مؤثر انداز سے پھیلائے۔

مذکورہ تمام اوصاف کا کسی داعی میں موجودگی انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ یہی اوصاف دعوتی عمل کو پُر اثر بناتے ہیں۔ ان اوصاف کا حامل داعی جدید وسائل دعوت کو استعمال میں لائے گا تو دعوت دین کا فریضہ بطرق احسن سر انجام دے سکے گا۔ جدید وسائل دعوت کا مختصر اً جائزہ پیش خدمت ہے۔

۴۔ جدید وسائل دعوت کا استعمال:

دعوتی پیغام کو اوروں تک پہنچانے کے دو طریقے ہیں: ا۔ تقریر کے ذریعے، ۲۔ تحریر کے ذریعے

ہر دور میں دین کے داعیوں نے ان دو طریقوں سے دین کی تبلیغ جاری رکھی۔ جیسے سنت رسول ﷺ اور سنت صحابہ و سلف صالحین کے طرز عمل سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی دعوت کے لیے طائف اور مدینہ کے سفر کیے اور ایران، روم اور حبشہ کے بادشاہوں کو خطوط کے ذریعے دعوت دی۔ صحابہ کرام ﷺ بھی ایسے علاقوں میں پھیل گئے جہاں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو دعوت اسلام پیش کیا جا سکتا تھا۔

آج کل اس جدید دور بھی تحریر و تقریر ہی کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا کام سر انجام دیا جاتا ہے مگر چونکہ پیغام رسانی کے مختلف جدید ذرائع استعمال میں ہیں تو عصر حاضر میں جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے دعوت کا کام آسانی اور سرعت کے ساتھ بخوبی ادا کیا جا سکتا ہے جیسے انٹرنیٹ، ای لائبریریاں، الیکٹرانک و سوشل میڈیا، ای لرننگ کلاسز و کانفرنسز، آڈیوز ویڈیوز، ملٹی میڈیا پر پرزنٹیشنز وغیرہ۔ آج کل ان ذرائع کا استعمال نہایت ناگزیر ہو گیا ہے کیونکہ عیسائی اپنے دین کو پھیلانے اور لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے انہی وسائل پر سرگرم عمل ہیں۔ نیٹ ورک پر کام کرنے والے افراد کے نہ چاہتے ہوئے بھی ایسے آن لائن اشتہارات کا بار بار سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں خوبصورت جملوں کے ذریعے جیسے "کیا آپ دکھی ہیں دکھوں سے نجات کے لیے یہاں آیئے" "کیا آپ اسلام کو چھوڑنا چاہتے تو آیئے آپ محفوظ طریقے سے اسلام کو چھوڑ سکتے ہیں"، "کیا آپ مالی مسائل کا شکار ہیں؟" جیسے پُر فریب اشتہارات/ایڈز چلا کر لوگوں کو عیسائیت کی طرف بلانے اور اسلام سے مرتد کرنے کی کوشش میں مصروف عمل ہیں۔ تو ان لوگوں کا مقابلہ انہی وسائل کو استعمال میں لا کر کیا جا سکتا ہے۔ بعض حلقے جدید وسائل کے دعوتی استعمال کو جائز نہیں سمجھتے لیکن عصر حاضر کے حالات کو دیکھتے ہوئے اس کے استعمال کو ایک ناگزیر ضرورت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا اس لیے اکثر علماء دعوت و تبلیغ میں نیٹ ورک کا استعمال بکثرت کرتے ہیں۔ ان جدید وسائل کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے:

زبانی پیغامات میں مستعمل جدید وسائل:

تقریر موبائل یا انٹرنیٹ کے ذریعے براہ راست یا آڈیو ویڈیوز کے ذریعے، ملٹی میڈیا کے ذریعے سمعی و بصری پیغامات کی تیاری، ذاتی ملاقات، موبائل فون کے ذریعے بات چیت، سوشل میڈیا جیسے فیس بک، ٹیوٹر، واٹس ایپ، انسٹا گرام وغیرہ پر آن لائن آڈیو، ویڈیو رابطے، ای کلاسز، ای کانفرنسز کے ذریعے مؤثر دعوتی عمل سر انجام دیا جا سکتا ہے۔ اور لاکھوں کروڑوں لوگ تک کم وقت میں دعوت و تبلیغ دیا جا سکتا ہے۔

تحریری پیغامات میں مستعمل جدید وسائل:

انٹرنیٹ پر موجود سافٹ تصانیف، مقالہ جات، پمفلٹس، اخبارات واشتہارات، ای لائبریریوں سے بآسانی ہر کتاب سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اور محققین و علماء کرام نہایت سہولت کے ساتھ بغیر وقت کے ضیاع کے ان ای تصانیف و مقالہ جات سے استفادہ کر کے سوشل میڈیا جیسے فیس بک، ٹیوٹر، انسٹا گرام، واٹس ایپ اور ای میلز پر تحریری پیغامات وغیرہ کے ذریعے دعوتی عمل تیزی سے سرانجام دے سکتے ہیں۔

خلاصہ

دعوت دین مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری ہے۔ جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو خیر الامم کا درجہ عطا کیا۔ یہ ایک معزز اور نبوی فریضہ ہے لہذا داعی اسے خالص رضائے الٰہی کی خاطر محنت و لگن سے اختیار کئے رکھے۔ ہر شخص داعی نہیں بن سکتا جب تک وہ عملی بصیرت، کریمانہ اخلاق، اخلاص و تقویٰ، اور مدعوین کے مزاج، علمی استعداد اور حالات سے واقفیت اور جدید وسائل دعوت کے استعمال پر مہارت جیسے خوبیوں سے آراستہ نہ ہو۔ دعوت کا کام ابتدائے زمانہ سے جاری ہے اور اس کے لیے اس وقت کے موجود وسائل اور مناسب حکمت عملی سے کام لیا جاتا تھا، اور دور جدید میں چونکہ جدید ٹیکنالوجی کا استعمال روز بروز بڑھ رہا ہے تو انہی ٹیکنالوجی کا استعمال کر کے مؤثر حکمت عملی کے ساتھ دعوت دین جاری رکھا جاسکتا ہے۔ عصر حاضر میں جدید تقریری تحریری وسائل کا استعمال دعوتی نقطہ نظر سے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان جدید وسائل کے ذریعے کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک دعوتی پیغام پہنچایا جاسکتا ہے۔ تاکہ اسلام مخالف تحریکیں جو ہر وقت دین اسلام کے مخالف پروپیگنڈا اختیار کر کے لوگوں کو اسلام سے دور کرنے کی کوششوں میں مشغول ہیں، اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ ان شاء اللہ

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1 - ابنِ منظور محمد بن مکرم، لسان العرب، دارِ صادر، بیروت، جلد 5، ص 1202 ibn Manzoor, Lisan al arab Vol. 5, p. 1202

2 ۔۔ رازی فخر الدین، مفاتیح الغیب، دارِ صادر، بیروت، ج ۳، ص ۲۰ Imam Razi, Fakhr al-Din, al-Tafseer al-Kabeer, vol. 3, ۲۰

3 ۔ سورۃ یوسف: ۱۰۸ Sorah Yosuf:108

4 ۔ سورہ المائدۃ: ٦٧ Sora Maida:104

5 ۔ سورہ آل عمران: ۱۰۴ Sora Al Imran:104

6 ۔ سورہ البقرہ: ۲۵٦ sora al Baqarah:256

7 ۔ سورہ النحل: ۱۲۵ Sora Al nahal:125

8 ۔ آلوسی، تفسیر روح المعانی، سورہ النحل: ۱۲۵ Alusi, Tafseer Rooh Al-Ma'ani,

9 ۔ ثمینہ ایوب، دعوت و تبلیغ کی حکمت تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں، مقالاتِ سیرت، شعبہ تحقیق و مراجع، وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان، اسلام آباد، ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء، ص ۳۹
Samina Ayob, Dawat e Tabligh talimat e nabawi ki roshni me,

10 ۔ صحیح بخاری: رقم الحدیث: ۳۴٦۱ Sahi al Bukhari, Hadith No:3461

11 ۔ سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲٦۵۷ sunan al Tirmidi, Hadith no:2657

12 ۔ صحیح بخاری: ۱۲۸ Sahi al Bukhari, Hadith No: 128

13 ۔ صحیح البخاری، کتاب الکفالۃ، باب جوار ابی بکر الصدیقؓ فی عہد النبی ﷺ وعقدہ، رقم الحدیث: ۲۲۹۷ Sahih al-Bukhari,

14 ۔ ابن ہشام، سیرت النبی ﷺ (سیرت ابنِ ہشام)، اسلام عمر بن الخطابؓ، ج ۱، ص ۳۸۲ Ibn Hisham, Sirat un Nabi, Vol 1, P: ۳۸۲

15 ۔ ابن سعد، طبقات، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ج ۳، ص ۲۴۲؛ امام حاکم، المستدرک علی الصحیحین، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ج ۳، ص ۵۰۲
Ibn Sa'd, Tabaqat, Tazkhira Arqam bin Abi al-Arqam, vol.3, p.242; Imam al-Hakim, al-Mustadrakali al-Sahiheen, Tezkra Arqam bin Abi al-Arqam, vol. 3, p. 502

16 ۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشہید، رقم الحدیث: ۴۹۱۷ imam Muslim , Sahih Muslim, Hadith no: ۴۹۱۷

17 ۔ سیرت ابن ہشام، ذکر یوم الرجیع، ج ۳، ص ۱۲۳-۱۳٦؛ تاریخ الامم والملوک، ج ۳، ص ۲۹-۳۱ sirat Ibn Hisham , Vol, 3, P: 29-3۱-۲۹

18 ۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشہید، رقم الحدیث: ۴۹۱۷ Sahih Muslim, Hadith no: 4917

19 ۔ سیرت ابن ہشام، حدیث بئر معونۃ، ج 3، ص 137-142؛ ابن الاثیر، اسد الغابہ، تذکرہ منذرؓ بن عمرو، ۴، ج ۴، ص ۴۱۸ sirat Ibn Hisham ۴۱۸

20 ۔ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبہائم، رقم الحدیث: ٦۰۰۸ Sahih al Bukhari, Hadith no:

21 ۔ آل عمران: ۱۱۰ Sorah Al Imran:110

22 ۔ سورۃ یوسف: ۱۰۸ Sorah yosuf: 108

23 سورہ الزمر: ۲ Sora Zumar: 02

24 ۔ سورہ مؤمن: ۱۴ Sora e Momin: 14

25 ۔ سورہ التوبہ: ۱۱۹ Sorah Toba: 119

26 ۔ سورہ الصف: ۲ Sorah saff: 02

27 ۔ مسند احمد: ج ۹: رقم الحدیث ۲۲۵۹ Musnad e Ahmad hadith no: 2259